REVIEW OF RESEARCH
ISSN: 2249-894X
IMPACT FACTOR : 5.7631(UIF)
VOLUME - 14 | ISSUE - 10 | JULY - 2025

شمس الرحمٰن فاروقی کی تنقیدی بصیرت

مقالہ نگار:
ڈاکٹر سید علیم اللہ حسینی
صدر شعبۂ اردو، انجمن ڈگری کالج، بیجاپور، کرناٹک

تمہید

اردو ادب کی جدید تنقیدی روایت میں شمس الرحمٰن فاروقی کا نام غیر معمولی اہمیت کا حامل ہے۔ وہ صرف ایک نقاد ہی نہیں بلکہ شاعر، محقق، مدیر، مترجم، داستان شناس اور فکشن نگار بھی تھے۔ انہوں نے اردو تنقید کو محض تاثراتی اور نظریاتی گفتگو سے نکال کر متن، زبان، اسلوب، شعریات اور ادبی روایت کے گہرے مطالعے کی طرف متوجہ کیا۔ ان کی تنقیدی بصیرت کا بنیادی وصف یہ ہے کہ وہ کسی ادبی فن پارے کو محض سماجی، سیاسی یا اخلاقی پیمانوں سے پرکھنے کے بجائے اس کی داخلی ساخت، زبان، اسلوب، ہیئت، معنی اور تہذیبی پس منظر کو سمجھنے کی کوشش کرتے ہیں۔ فاروقی کی تنقید نے اردو کے کلاسیکی ادب، بالخصوص غزل کی شعریات، میر تقی میر، مرزا غالب اور داستانِ امیر حمزہ کے مطالعے کو ایک نئی سمت عطا کی۔ جدید اردو تنقید میں ان کا امتیاز یہ بھی ہے کہ انہوں نے مغربی تنقیدی نظریات سے استفادہ ضرور کیا، لیکن بعد کے دور میں اردو اور فارسی کی اپنی داخلی شعری روایت اور مقامی ادبی اصطلاحات کو زیادہ بنیادی اہمیت دی۔

شمس الرحمٰن فاروقی: شخصیت اور ادبی مقام

شمس الرحمٰن فاروقی 1935ء میں پیدا ہوئے اور 2020ء میں وفات پائی۔ ان کی ادبی زندگی کئی دہائیوں پر محیط رہی۔ ان کے زیرِ ادارت شائع ہونے والے ادبی رسالے شب خون نے اردو میں جدیدیت کے فروغ میں نمایاں کردار ادا کیا۔ شب خون نے ایسے ادبی رجحان کو تقویت دی جس میں تخلیقی آزادی، فن کی خود مختاری، زبان و اسلوب کی اہمیت اور نئے ادبی تجربات کو مرکزیت حاصل تھی۔ فاروقی نے ترقی پسند ادب کی بعض نظریاتی ترجیحات سے اختلاف کرتے ہوئے ادب کو محض سماجی مقصدیت کا تابع بنانے کے بجائے اس کی فنی قدر و قیمت پر زور دیا۔ ان کی تنقیدی فکر پر روسی ہیئتیات اور جدید مغربی تنقیدی مباحث کے اثرات بھی دکھائی دیتے ہیں، تاہم وقت کے ساتھ انہوں نے کلاسیکی ہندوستانی اور فارسی و اردو شعری روایت کی طرف زیادہ گہری توجہ کی۔

فاروقی کی تنقیدی بصیرت کا بنیادی تصور

فاروقی کی تنقید کا سب سے نمایاں وصف متن کی مرکزیت ہے۔ وہ فن پارے کو اس کے اپنے لسانی اور فنی نظام میں سمجھنے پر زور دیتے ہیں۔ ان کے نزدیک شعر کی تفہیم صرف شاعر کے خیالات یا اس کے عہد کے سیاسی حالات جان لینے سے مکمل نہیں ہوتی بلکہ شعر کی زبان، لفظوں کے باہمی تعلق، استعاروں، تشبیہوں، رعایتوں، ایہام، مضمون آفرینی اور شعری روایت کا مطالعہ بھی ضروری ہے۔

شمس الرحمٰن فاروقی 1935ء میں پیدا ہوئے اور 2020ء میں انتقال ہوا۔ ان کی ادبی زندگی تقریباً چھ دہائیوں پر محیط رہی۔ اس طویل عرصے میں انہوں نے اردو ادب کے مختلف شعبوں میں نمایاں خدمات انجام دیں۔ ان کے ادبی سفر میں رسالہ "شب خون" کو مرکزی حیثیت حاصل ہے۔ "شب خون" نے اردو میں جدیدیت کے فروغ اور نئے ادبی رجحانات کی تشکیل میں اہم کردار ادا کیا۔ اس رسالے کے ذریعے فاروقی نے نئی نسل کے شاعروں، افسانہ نگاروں اور نقادوں کو ایک ایسا ادبی پلیٹ فارم فراہم کیا جہاں روایتی تصورات سے ہٹ کر ادب کے نئے امکانات پر گفتگو کی جاسکتی تھی۔ فاروقی کا ادبی مقام صرف "جدیدیت کے نقاد" تک محدود نہیں۔ ان کا اصل کارنامہ یہ ہے کہ انہوں نے جدید تنقیدی شعور کو کلاسیکی اردو ادبی روایت کے ساتھ مربوط کیا۔ ایک طرف وہ جدید مغربی تنقیدی مباحث سے واقف تھے اور دوسری طرف فارسی، عربی اور اردو کی کلاسیکی شعریات پر گہری نظر رکھتے تھے۔ یہی امتزاج ان کی تنقید کو ایک منفرد شناخت عطا کرتا ہے۔

فاروقی کا تصورِ تنقید

شمس الرحمٰن فاروقی کے نزدیک تنقید محض کسی ادبی فن پارے کی تعریف یا خامیاں بیان کرنے کا نام نہیں۔ تنقید ایک باقاعدہ علمی اور تخلیقی سرگرمی ہے جس کے ذریعے متن کے اندر موجود معنوی اور فنی امکانات کو دریافت کیا جاتا ہے۔ وہ ادب کو اس کے اپنے فنی اصولوں کے مطابق سمجھنے پر زور دیتے ہیں۔ ان کے یہاں متن کی زبان، لفظوں کا انتخاب، جملوں کی ساخت، آہنگ، استعارہ، تشبیہ، ایہام، تلمیح اور مضمون کی تشکیل بنیادی اہمیت رکھتے ہیں۔ فاروقی کی تنقید کا بنیادی سوال یہ ہوتا ہے کہ:

شاعر یا ادیب نے جو کچھ کہا ہے، اسے کس طرح کہا ہے؟

یہ "کس طرح" ان کی تنقید کا ایک بنیادی سوال ہے۔ یہی سوال انہیں محض موضوعاتی یا سماجی تنقید سے ممتاز کرتا ہے۔

لفظ اور معنی کا باہمی رشتہ: فاروقی کی تنقیدی فکر میں لفظ اور معنی کا رشتہ نہایت اہم ہے۔ ان کے نزدیک معنی صرف الفاظ کے لغوی مفہوم کا نام نہیں۔ ایک لفظ اپنے ساتھ تہذیبی، تاریخی، شعری اور لسانی امکانات بھی رکھتا ہے۔ کلاسیکی اردو شاعری میں ایک ہی لفظ مختلف شعری سیاق میں مختلف معنی پیدا کر سکتا ہے۔ شعر کا مفہوم اس کے پورے سیاق، شعری روایت، لفظی مناسبت اور مضمون کے رشتوں سے تشکیل پاتا ہے۔ اسی لیے فاروقی شعر کو سطحی مفہوم کے بجائے اس کی تہہ داری کے ساتھ پڑھتے ہیں۔ ان کی کتاب "لفظ و معنی" اسی بنیادی تنقیدی فکر کی نمائندہ کتاب ہے۔ اس میں زبان، معنی اور شعری تجربے کے باہمی تعلق کو مختلف زاویوں سے سمجھنے کی کوشش کی گئی ہے۔ فاروقی کی تنقید پر جدید مغربی ہیئتی اور رسمی تنقیدی مباحث کے اثرات نمایاں ہیں۔ وہ ادبی متن کی ساخت اور فنی تنظیم کو بہت اہمیت دیتے ہیں۔ ان کے نزدیک فن پارے کی قدر اس کے موضوع سے الگ نہیں، مگر موضوع کو فنکارانہ صورت میں ڈھالنے کا طریقہ زیادہ اہم ہے۔ مثلاً دو شاعر ایک ہی موضوع پر شعر کہہ سکتے ہیں، لیکن ان کے الفاظ، ترکیب، استعارے، آہنگ اور مضمون آفرینی میں فرق ہو گا۔ یہی فنی فرق ایک شعر کو دوسرے سے ممتاز کرتا ہے۔ فاروقی اسی فنی انفرادیت کو دریافت کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔

جدیدیت اور شمس الرحمٰن فاروقی:

شمس الرحمٰن فاروقی کا نام اردو کی جدیدیت کے ساتھ مضبوطی سے وابستہ ہے۔ ان کے نزدیک جدیدیت کا مطلب صرف مغربی ادب کی تقلید نہیں تھا۔ وہ ادب میں تخلیقی آزادی، فرد کے تجربے، فنی خود مختاری اور نئے اسلوبی امکانات کے حامی تھے۔ ترقی پسند تحریک کے دور میں ادب کو سماجی مقصدیت کے حوالے سے دیکھنے کا رجحان بہت مضبوط تھا۔ فاروقی نے ادب کی فنی خود مختاری پر زور دیا۔ ان کے نزدیک ادب کا سماجی یا سیاسی تعلق اپنی جگہ اہم ہو سکتا ہے، لیکن ادب کو صرف سیاسی منشور یا سماجی تبلیغ کا وسیلہ بنا دینا اس کی فنی آزادی کو محدود کر دیتا ہے۔

روایت اور جدیدیت کا رشتہ

فاروقی کی تنقید میں روایت اور جدیدیت ایک دوسرے کی ضد نہیں بلکہ ایک دوسرے سے مکالمہ کرتی ہوئی قوتیں ہیں۔ انہوں نے کلاسیکی ادب کی طرف واپسی کو ماضی پرستی نہیں بنایا بلکہ کلاسیکی ادب کو نئے سوالات کے ساتھ پڑھا۔ یہی ان کی تنقید کا بڑا امتیاز ہے۔ وہ میر کو جدید قاری کے سامنے نئے معنی کے ساتھ پیش کرتے ہیں، غالب کو نئی لسانی بصیرت سے پڑھتے ہیں اور داستان کو جدید فکشن کے مقابل ایک الگ فنی نظام کے طور پر دیکھتے ہیں۔

زبان اور اسلوب کی اہمیت:

اروقی کی تنقید میں زبان کو بنیادی حیثیت حاصل ہے۔ ان کے نزدیک ادیب کی زبان صرف اظہار کا وسیلہ نہیں بلکہ تخلیقی تجربے کی تشکیل بھی کرتی ہے۔ لفظ کا انتخاب، ترتیب، آہنگ، محاورہ اور صوتی کیفیت سب مل کر ادبی معنی پیدا کرتے ہیں۔ کلاسیکی اردو شاعری کے مطالعے میں ان کی لسانی بصیرت خاص طور پر نمایاں ہے۔ انہوں نے محاورے اور روزمرہ کو محض زبان کی آرائش نہیں سمجھا بلکہ شعر کے معنوی نظام کا حصہ قرار دیا۔

نتیجہ:

شمس الرحمٰن فاروقی اردو ادب کی ان عظیم شخصیات میں شمار ہوتے ہیں جنہوں نے تنقید، تحقیق اور ادبی صحافت تینوں میدانوں میں گہرے اثرات مرتب کیے۔ ان کی تنقیدی بصیرت نے اردو ادب کے مطالعے کو نئی علمی جہت عطا کی۔ انہوں نے یہ ثابت کیا کہ کلاسیکی ادب ماضی کا ایک بند باب نہیں بلکہ ایک زندہ روایت ہے جسے ہر عہد میں نئے سوالات کے ساتھ پڑھا جاسکتا ہے۔ میر، غالب اور داستانِ امیر حمزہ کے مطالعے میں ان کی خدمات نے اردو تنقید کے دائرے کو غیر معمولی وسعت دی۔ ان کی تنقید کا بنیادی سبق یہ ہے کہ ادب کو سمجھنے کے لیے صرف یہ جاننا کافی نہیں کہ شاعر یا ادیب نے کیا کہا؛ یہ جاننا بھی ضروری ہے کہ اس نے کیسے کہا، کن لفظوں میں کہا، کس شعری روایت کے تحت کہا اور اس اظہار سے کون سے نئے معنی پیدا ہوئے۔ شمس الرحمٰن فاروقی نے اردو تنقید کو اسی ''کیسے'' کی تلاش کا شعور عطا کیا۔ انہوں نے لفظ، معنی، ہیئت، اسلوب، روایت اور تہذیب کو ایک دوسرے سے مربوط کرکے اردو ادب کی نئی قرأت پیش کی۔ اسی بنا پر اردو تنقید کی تاریخ میں شمس الرحمٰن فاروقی کا مقام نہایت بلند اور مستحکم ہے۔ ان کی تنقیدی بصیرت آنے والی نسلوں کے لیے نہ صرف ایک علمی سرمایہ ہے بلکہ اردو ادب کو نئے زاویوں سے پڑھنے کی ایک مسلسل دعوت بھی ہے۔

حوالہ جات و مآخذ:

شمس الرحمٰن فاروقی، لفظ و معنی، سنگِ میل پبلی کیشنز، لاہور۔

شمس الرحمٰن فاروقی، شعر شور انگیز، مختلف جلدیں، قومی کونسل برائے فروغ اردو زبان، نئی دہلی۔

شمس الرحمٰن فاروقی، شعر، غیر شعر اور نثر، سنگِ میل پبلی کیشنز، لاہور۔

شمس الرحمٰن فاروقی، تفہیم غالب، نئی دہلی۔

شمس الرحمٰن فاروقی، افسانے کی حمایت میں، نئی دہلی۔

شمس الرحمٰن فاروقی، اردو غزل کے اہم نقوش، نئی دہلی۔

شمس الرحمٰن فاروقی، The Secret Mirror: Essays on Urdu Poetry، Oxford University Press۔

شمس الرحمٰن فاروقی، Early Urdu Literary Culture and History، Oxford University Press۔

ناصر عباس نیر، شمس الرحمٰن فاروقی کی تنقیدی فکر سے متعلق مقالات۔

گوپی چند نارنگ، ساختیات، پس ساختیات اور مشرقی شعریات، نئی دہلی